باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

عقائدِ اسلام

مطابق

مسلکِ اہلِ سنّت وجماعت

مُرتبہ

استاذ العلماء شیخ التفسیر والحدیث علّامہ ابوالبیان غلام علی اشرفی

ناظمِ اعلیٰ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

ناشر

شعبۂ نشر واشاعت جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

فون نمبر ۱۳۶

بارِ اوّل : ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ .. اپریل ۱۹۷۲ء

(الکتاب پرنٹرز لاہور)

اِنتساب

مَیں اپنی اس تالیف کا انتساب استاذ العلماء شیخ الفضلاءؒ امامِ اہلِ سنّت مفتیٔ پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث وامیرِ دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کرتا ہوں جن کی تعلیم و تربیت و دعوت و ارشاد سے میرے جیسے ہزاروں افراد کو مسلک حق اہلسنت و جماعت کے مطابق درستیٔ عقائد کی توفیق نصیب ہوئی۔

فقیر غلام علی اشرفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقائد متعلقہ ذات وصفات باری جل شانہ

وجود باری تعالیٰ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی اس کا ہونا ضروری اور نہ ہونا محال ہے
وجود باری تعالیٰ کا انکار صریح کفر ہے منکرین خدا کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اگرچہ وہ رسمی طور پر مسلمان کہلاتے ہیں
توحید اللہ تعالیٰ ایک ہے اسکی ذات[1] وصفات وافعال واحکام واسماء میں کوئی شریک نہیں
اسکی مثل کوئی شئی نہیں۔ وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہاں اس کا محتاج ہے۔

- اس کی صفات نہ مخلوق ہیں نہ تحت قدرت۔
- ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں یعنی پہلے نہیں تھیں پھر موجود ہوئیں۔
- نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا ہے۔ نہ اس کیلئے بیوی ہے جو اس کا باپ یا بیٹا بتائے یا اس کیلئے بیوی ثابت کرے کافر ہے بلکہ جو ممکن بھی کہے گمراہ بددین ہے۔
- وہ حی ہے یعنی خود زندہ ہے بلکہ سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے جسے جب چاہے زندہ کرے جب چاہے موت دے۔
- وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے پاک ہے یعنی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال ہے مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم،

---

[1] بنسبت مانند ذات او ذاتے۔ نہ مانند اسم او اسمے ونہ مانند فعل او فعلے گر از جہت موافقتِ لفظ بلفظ و بزرگ ومنزہ است ذاتِ قدیم کہ باشد او را صفت محدث چنانچہ محال است کہ باشد مر ذات محدث را صفت قدیم۔ وایں ہمہ مذہب اہل حق وسنت وجماعت است رضی اللہ عنہم۔

جہل وغیرہ تمام عیوب اس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے، بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور اس کو عیبی بتانا ہے۔

- اس کا علم ہر شئے کو محیط ہے، ازل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا۔ چیزیں بدلتی ہیں اور اس کا علم نہیں بدلتا، پس یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے کوئی علم بھی نہیں ہوتا کہ بندے کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا کفر صریح ہے۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔ من[۱] اعتقد ان اللہ لا یعلم الاشیاء قبل وقوعھا فھو کافر
- وہ غیب و شہادت سب کو جانتا ہے علم ذاتی اسکا خاصہ ہے جو شخص غیب یا شہادت کا علم ذاتی غیر خدا کیلئے ثابت کرے کافر ہے، علم ذاتی کے یہ معنیٰ ہیں کہ بے خدا کے دیئے خود حاصل ہو، علم کی طرح اس کی باقی تمام صفات بھی ذاتی ہیں۔
- علم حیات، قدرت، سننا، دیکھنا، کلام، علم، ارادہ وغیرہ اسکے صفات ذاتیہ ہیں مگر کان آنکھ، زبان سے اسکا سننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک ہے ہر پست سے پست آواز کو سنتا ہے، ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا سننا انہیں چیزوں پر منحصر نہیں ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے۔

افعال باری تعالیٰ

- اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اور تدبیر کرنے والا ہے آسمان و زمین و

---

[۱] ترجمہ: جو شخص یہ اعتقاد کرے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ چیزوں کو ان کے وقوع سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے۔

زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب اسی کا پیدا کیا ہوا ہے۔

* باری تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا پیدا کرنے والا ہے۔ کفر و ایمان، طاعت و عصیاں اور نیکی بدی اللہ تعالیٰ کے ارادے خلق حکم اور تقدیر سے ہے لیکن وہ ایمان و طاعت و نیکی سے ہے لیکن وہ ایمان و طاعت و نیکی سے راضی ہے اور کفر و عصیاں اور بدی سے راضی نہیں۔
* اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں۔
* مومن کو ایمان و اعمال حسنہ کی توفیق دینا اور ثواب عطا فرمانا اس کا فضل و کرم تبلیغ انبیا کا اس کا فضل ہے اور کافر کو صرف عقل و حواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء کا اسکے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا اس کا عدل و قہر اور فضل و کرم ہر دو صورت میں تعریف کے لائق ہے صفت عدل و فضل کی چھ صورتیں ہیں جن پر اعتقاد رکھنا مومن پر فرض ہے

۱۔ حق سبحانہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرمایا۔

۲۔ کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔

۳۔ کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔

۴۔ اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو معیبت بھیجتا ہے اس میں بھی ان کے لئے اجر رکھتا ہے۔

۵۔ کسی کو طاعت یا معیبت پر مجبور نہیں فرماتا۔

۶۔ طاقت سے باہر کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

* باری تعالیٰ کے کاموں میں اس کی اپنی کوئی غرض نہیں کیونکہ صاحب غرض محتاج ہوتا ہے اور وہ بے نیاز ہے ہاں اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے جس کے

فائدے بندوں کی طرف لوٹتے ہیں ۔ ذات مقدس کو ان کی کوئی حاجت نہیں ۔

حق تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں یعنی جو نام شرع شریف میں وارد ہیں ۔ انکے سوا اور نام اپنی طرف سے نہیں بنا سکتے خواہ وہ نام اس نام کا ہم معنی ہو جو شریعت میں وارد ہے مثلاً اسے شافی کہتے ہیں طبیب نہیں کہتے ۔ جواد کہتے ہیں سخی نہیں کہتے ۔ یہاں کلام ان ناموں میں ہے جو صفات و افعال سے مشتق ہیں اور اسماء اعلام میں کلام نہیں جو ہر لغت میں موضوع ہیں مگر جو نام کافروں کی لغت میں مخصوص ہو اس کیساتھ نہ پکارنا چاہیئے کیونکہ خوف کفر ہے

تقدیر

ہر بھلائی برائی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی جیسا ہونیوالا تھا اور جو جیسا کرنیوالا تھا ۔ اپنے علم سے جانا اور لکھ دیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا ہی اس نے لکھ دیا ۔ زید کے ذمہ برائی لکھی ۔ اس لیئے کہ زید برائی کرنے والا تھا ۔ اگر بھلائی کرنیوالا ہوتا تو وہ اس کیلئے بھلائی لکھتا ۔ تو اس کے علم یا اسکے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا ۔ تقدیر کے انکار کرنیوالوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کا مجوس بتایا ۔

ہم کو قضا و قدر کا مسئلہ اور بندے کے اختیار کا مسئلہ دونوں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے معلوم ہوتے ہیں دونوں پر ایمان لانا چاہیئے اگر اس پر بھی خلجان اور تردد باقی رہے تو اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ حقیقت ایمان یہی ہے کہ جو کچھ تم شارع علیہ السلام سے سنو اسکی تصدیق کرو ۔ اگر تم ایمان کو اپنی عقل کے حکم پر موقوف رکھتے ہو تو سمجھو کہ تم اپنے اوپر ایمان لائے نہ کہ شارع علیہ السلام پر ۔ اس مسئلہ میں زیادہ خوض و بحث منع ہے اس پر ایمان لاکر اپنی نجات کی فکر چاہیئے اور عمل میں کوشش کرنی چاہیئے ۔ عقل قربان کن بپیش مصطفےٰ

نبوت و رسالت

و نبی[1] اس انسان کو کہتے ہیں جس پر خدا کی جانب سے وحی شریعت نازل ہوئی ہو اور اس میں صرف اس نبی کیلئے عبادت کا طریقہ بیان ہو۔ پھر اگر وہ نبی اس امر پر مامور ہو کر شریعت مخلوق الٰہی کو پہنچائے پس ایسا مامور نبی رسول[2] کہلاتا ہے۔

و انبیاء سب بشر تھے اور مرد نہ کوئی جن نبی ہوا ہے نہ عورت

و نبی ہونے کیلئے اس پر وحی ہونا ضروری ہے خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ

و وحی نبوت انبیاء کیلئے خاص ہے جو اسے غیر نبی کیلئے مانے کافر ہے۔ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جائے وہ بھی وحی ہے۔ اسکے جھوٹے ہونیکا احتمال نہیں۔ ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے۔ اس کو الہام کہتے ہیں اور وحی شیطان کہ القاء من جانب شیطان ہو۔ یہ کاہن، ساحر اور دیگر کفار و فساق کیلئے ہوتی ہے

و نبوت کسبی نہیں کہ آدمی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے بلکہ محض عطائے الٰہی ہے جسے چاہے اپنے فضل و کرم سے دیتا ہے۔ ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس منصب عظیم کے قابل بناتا ہے جو قبل حصول نبوت تمام اخلاق رذیلہ سے پاک اور تمام اخلاق فاضلہ سے مزین ہو کر جملہ مدارج ولایت طے کر چکتا ہے اور اپنے نسب و جسم و قول و فعل و حرکات و سکنات میں ہر ایسی بات سے منزہ ہوتا ہے جو باعث

---

[1] تکملہ عقائد تورپشتی ص۲۷ بحوالہ شواہد النبوۃ اور فتوحات مکیہ باب رابع عشر ایضاً بمعناہ شرح عقائد جلالی ص۱۳۔

[2] جمہور علماء کے نزدیک نبی رسول سے عام ہے اور من وجہ رسول بھی نبی سے عام ہے۔ اسلئے کہ نبی صرف انسانوں سے ہوتے ہیں اور رسول انسانوں سے بھی تھے اور فرشتوں سے بھی ہیں۔

نفرت ہو، اسے عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا زائد ہے کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل اسکے لاکھویں حصے تک نہیں پہنچ سکتی اَللّٰہُ یَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ اور جو اسے اسطرح مانے کہ آدمی اپنے کسب و ریاضت سے منصب نبوت تک پہنچ سکتا ہے کافر ہے۔

- جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جانے کافر ہے۔
- نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی اور بددینی ہے۔ عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کیلئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہولیا جس کے سبب ان سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے۔ بخلاف ائمہ و اکابر اولیاء کہ اللہ عزوجل انہیں محفوظ رکھتا ہے ان سے گناہ نہیں ہوتا اگر ہو تو شرعاً محال نہیں۔
- انبیاء علیہم السلام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کیلئے باعث نفرت ہو جیسے کذب و خیانت جہل وغیرہا صفاتِ ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ عمداً اور قصداً صغائر سے بھی قبل از نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔
- اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر بندوں کیلئے جتنے احکام نازل فرمائے انہوں نے وہ سب پہنچا دیئے۔ جو یہ کہے کہ کسی حکم کو کسی نے چھپا رکھا تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے نہ پہنچایا کافر ہے۔
- اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے غیوب پر اطلاع دی مگر یہ علم غیب ان کو اللہ تعالیٰ کے دینے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا اور علم عطائی اللہ تعالیٰ کیلئے

محال ہے کہ اسکی کوئی صفت کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہو سکتا بلکہ ذاتی ہے۔ جو لوگ انبیاء بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلق علم غیب کی نفی کرتے ہیں وہ قرآن عظیم کی اس آیت کے مصداق ہیں۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ یعنی قرآنِ عظیم کی بعض باتیں مانتے ہیں بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں کہ آیت نفی دیکھتے ہیں اور ان آیتوں سے جن میں انبیاء علیہم السلام کو علوم غیب عطا کیا جانا بیان کیا گیا ہے انکار کرتے ہیں حالانکہ نفی اثبات دونوں حق ہیں کہ نفی علم ذاتی ہے جو کہ خاصہ الوہیت ہے اثبات علم عطائی کا ہے کہ یہ انبیاء ہی کی شایانِ شان ہے اور منافی الوہیت ہے۔

- انبیاء علیہم السلام غیب کی خبر دینے کیلئے ہی آتے ہیں کہ جنت نار حشر نشر عذاب ثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں۔ ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں جن تک عقل و حواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔
- انبیاء کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ رسل ملائکہ سے افضل ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبے والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ [۱]
- ولی کو نبی سے افضل بتانا کفر و ضلالت اور الحاد و جہالت ہے۔ [۲]
- نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ تمام فرائض کا اصل ہے کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے۔

لہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۸ ہاں بعض صوفیہ کی طرف یہ منسوب ہے کہ وہ ولایت نبی کو نبوت نبی سے افضل مانتے ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ نبی کی نبوت اور رسالت کا مرتبہ اس کی ولایت سے اکمل اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ و اما ما حکی عن ابن العربی من خلاف ذالک فحسن الظن به من المفتریات المفتریات الیه۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۹ بعض کرامیہ نے کہا ہے کہ ولی کا نبی سے افضل ہونا جائز ہے۔ ان کا یہ قول و اعتقاد کفر ہے۔

ٔ تہمید ابوشکور سالمی صفحہ ۶۷ مطبوعہ لاہور۔

- حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اور اپنا خلیفہ بنایا۔
- حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا بلکہ سب انسان انکی اولاد ہیں اسی وجہ سے انسان کو آدمی کہتے ہیں یعنی اولاد آدم اور حضرت آدم علیہ السلام کو ابوالبشر کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کے باپ۔
- سب میں پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہوئے اور سب میں پہلے رسول جو کفار کی طرف بھیجے گئے حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔
- انبیاء کی کوئی قطعی تعداد معین کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں کسی نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا کسی غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ لہٰذا یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔
- نبیوں کے مختلف درجے ہیں، بعض کو بعض پر فضیلت ہے اور سب میں افضل ہمارے آقا و مولیٰ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں حضور کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کا ان حضرات کو مرسلین اولوالعزم کہتے ہیں اور یہ پانچوں حضرات باقی تمام انبیاء و مرسلین انس و ملک و جن و جمیع مخلوقات الٰہی سے افضل ہیں۔ جس طرح حضور تمام رسولوں کے سردار اور سب سے افضل ہیں بلا تشبیہ حضور کے صدقہ میں حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے[1]
- انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اسی طرح بحیات حقیقی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے۔

---

[1] مدارج النبوت صفحہ ۴۷ ج ۲ ایضاً سلوک اقرب السبل بالتوجہ۔ الی سید الرسل صفحہ ۱۶۱

وعدہ الٰہیہ کیلئے ایک آن کو اُن پر موت طاری ہوئی پھر بدستور زندہ ہو گئے ان کی حیات حیات شہدا سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے اسی لئے شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا اسکی بیوی بعد عدت نکاح کر سکتی ہے بخلاف انبیا علیہم السلام کہ وہاں یہ جائز نہیں ۔

معجزہ اس خرق عادت کو کہتے ہیں جو مدعی نبوت سے ظاہر ہو اور اس کے دعویٰ کی تائید کرے اور غیر نبی ایسا معجزہ پیش کرنے سے عاجز ہو۔ خرق عادت کے معنی یہ ہیں کہ ظاہری اسباب کے بغیر ہی ایسا کام نبی کے ہاتھوں ظاہر ہو جسے ہم سمجھنے سے عاجز ہوں ۔

حکیم مطلق نے دنیا کے امور اسباب پر موقوف رکھے ہیں ، عام قانون قدرت یہی ہے کہ بغیر اسباب کے کوئی کام پیدا نہیں کرتا اسی کو عادت کہتے ہیں بعض اوقات وہ اپنی قدرت کاملہ سے کسی ظاہری سبب کے بغیر ہی اپنے رسول کے ہاتھوں کوئی کام خلاف عادت پورا کر دیتا ہے تاکہ یہ چیز اس کی رسالت کی تائید بن سکے ۔

نبوت کا دعویٰ ایک غیر معمولی اور عظیم الشان کام ہے چنانچہ اس دعویٰ کو ثابت کرنے کیلئے دلیل بھی اتنی ہی قوی ہونی چاہیئے معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قہر کا مظہر ہوتا ہے ، اس کے غلبے اور رعب کے سامنے کسی کے پاؤں نہیں جمتے اور اختیار ہاتھ سے نکل جاتا ہے ، اگر معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایک انسان منکر اور کافر ہے تو یہ بات اس کی ازلی بدنصیبی اور قلبی عناد کے بغیر اور کیا ہو سکتی ہے ، اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار معجزات عطا فرمائے خود قرآن کریم ہی اتنا بڑا معجزہ ہے کہ باوجود کھلے چیلنج کے آج تک کسی شخص کو اس کے معارضے اور مقابلے کی جرأت نہیں ہوئی اس کے علاوہ شق قمر ، ردّ شمس ، استن حنانہ کا رونا اور درختوں اور پتھروں کا حضور کو سلام کہنا انگلیوں سے پانی نکلنا ، بیماروں کا شفا پانا اور پتھروں اور کنکروں کا کلمہ پڑھنا ۔ کھانے سے

تسبیح کی آواز اور دیگر بے شمار معجزات ہیں جنہیں علماء و محدثین نے تفصیلاً ذکر کیا ہے۔[1]

حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات کا احاطہ طاقتِ بشری سے خارج ہے۔ علمائے ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں۔ ہاں! جو معجزات و کمالات و فضائل دیگر انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین میں جدا جدا تھے وہ سب بلکہ بڑھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف میں مجتمع تھے۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

علاوہ ازیں وہ فضائل و معجزات جو حضور علیہ السلام سے مخصوص ہیں ان کو آپ کے خصائص کہتے ہیں اور یہ بھی کثرت اور حد و حصر سے خارج ہیں۔ اس باب میں بعض خصائص ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱: اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے آخر میں مبعوث فرمایا۔

۲: عالم ارواح ہی میں آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی عالم میں دیگر انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحوں نے آپ کی روح انور سے فیض حاصل کیا۔

۳۔ عالم ارواح میں دیگر انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحوں سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ اگر وہ حضور انور کے زمانے کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔

۴: یوم الست میں سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی بلیٰ کہا تھا۔

۵: حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوقات حضور انور ہی کیلئے پیدا کئے گئے۔

---

[1] علامہ یوسف نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین کے نام سے نہایت جامع المعجزات کتاب لکھی ہے۔

۶: حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور کے والد ماجد اور حضرت حوا سے لیکر حضور کی والدہ ماجدہ تک حضور کا نسب شریف سفاح (زنا) سے پاک رہا۔

۷: حضور انور کی ولادت شریف کے وقت بُت اوندھے گر پڑے اور جنوں نے اشعار پڑھے

۸: حضور ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک و صاف پیدا ہوئے۔

۹: پیدائش کے وقت آپ حالتِ سجدہ میں تھے اور ہر دو انگشت آسمان کیطرف اٹھائے ہوئے تھے

۱۰: آپ کے ساتھ پیدائش کیوقت ایسا نور نکلا کہ اس میں آپکی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محل دیکھ لئے

۱۱: فرشتے حضور کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے۔ آپ نے گہوارے میں کلام کیا چنانچہ آپ چاند سے باتیں کیا کرتے جس وقت آپ اسکی طرف انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے وہ آپکی طرف جھک جاتا۔

۱۲: بعثت سے پہلے گرمی کیوقت اکثر بادل آپ پر سایہ کرتا تھا اور درخت کا سایہ آپکی طرف آجاتا تھا۔

۱۳: حضور کے اسماء مبارکہ میں تقریباً ستر نام وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

۱۴: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اسم مبارک احمد ہے۔ آپ سے پہلے جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی کا یہ نام نہ تھا۔ لہٰذا کتب سابقہ الہامیہ میں جو احمد کا ذکر ہے وہ آپ ہی ہیں۔

۱۵: حضور اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا کہ سامنے سے دیکھتے تھے۔ رات کو اندھیرے میں ایسا دیکھتے جیسا کہ دن کے وقت اور روشنی میں دیکھتے۔

۱۶: حضور کے دہن مبارک کا لعاب آبِ شور کو میٹھا بنا دیتا اور شیر خوار بچوں کیلئے دودھ کا کام دیتا

۱۷: جب آپ کسی پتھر پر چلتے تو اس پر آپ کے پائے مبارک کا نشان ہو جاتا چنانچہ مقام ابراہیم میں ہے اور سنگِ مکہ میں آپ کی کہنیوں کا نشان مشہور ہے۔

۱۸: آپ کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچتی کہ کسی دوسرے کی نہ پہنچتی چنانچہ جب آپ خطبہ دیا کرتے تھے تو پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں میں سن لیا کرتی تھیں۔

۱۹: آپ کی قوت سامعہ سب سے بڑھ کر تھی یہاں تک اژدحام ملائکہ کے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی ہے آپ وہ بھی سن لیتے تھے۔

۲۰: حضرت جبرئیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ میں ہوتے، آپ انکے بازوؤں کی آواز سن لیتے تھے اور جب وہ وہاں سے آپ کی طرف وحی کیلئے اترنے لگتے تو آپ انکی خوشبو سونگھ لیتے

۲۱: حضور انور کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

۲۲: حضور میانہ قد مائل بہ درازی تھے مگر جب دوسروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند نظر آتے تھے تاکہ باطن کی طرح ظاہری صورت میں بھی کوئی آپ سے بڑا معلوم نہ ہو۔

۲۳: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ نور ہی نور تھے۔

۲۴: آپ کے بدن شریف پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور کپڑوں میں جوں نہ پڑتی۔

۲۵: آپ جس پر اپنا دستِ مبارک رکھتے آپ کے دست مبارک کی جگہ کے بال سیاہ ہی رہا کرتے کبھی سفید نہ ہوتے۔

۲۶: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی جس راستے سے آپ گزرتے اس میں بوئے خوش رہتی جس سے پتہ چلتا آپ یہاں سے گزرے ہیں، کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ۔ ؎

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں   جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

۲۷: جس چوپائے پر آپ سوار ہوتے وہ بول و براز نہ کرتا جب تک کہ آپ سوار رہتے۔

۲۸: حضور انور شب معراج میں جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں آسمانوں کے اوپر تشریف لے گئے۔

بلکہ جائے کہ جا نبود آنجا   محرمے جز خدا نبود آنجا

۲۹: آپ نے اپنے پروردگار جل شانہ کو آنکھوں سے دیکھا اور اسکے ساتھ کلام کیا، اسی

رات آپ بیت المقدس میں نماز میں دیگر انبیائے کرام اور فرشتوں کے امام بنے۔

۳۰: اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شئے کا علم دیا، یہاں تک کہ روح اور ان امور خمسہ کا علم بھی عنایت فرمایا جو سورۃ لقمان کی آخری آیت[۲] میں مذکور ہیں۔

۳۱: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں، خاتم النبیین کے لغوی معنیٰ اور احادیث اور تفاسیر اور اجماع امت کی رو سے متواتر قطعی اجماعی شرعی معنی یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کا زمانہ سب انبیاء کرام کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں حضور علیہ السلام کے بعد اس زمین میں یا کسی دوسرے طبقے میں کوئی جدید نبی نہیں آسکتا۔ پس، جو شخص حضور کے زمانے میں یا حضور کے وصال شریف کے بعد کسی کو نبوت ملنا ملنے یا جائز جانے وہ ختم نبوت کا منکر ہے اور کتاب سنت اور اجماع امت کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہے بلکہ جو شخص باوجود اطلاع کے ایسے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے

۳۲: آخری نبی ہونا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ اور آپ کیلئے فضل جلیل ہے کیونکہ حضور کے آخری نبی ہونے سے شریعت کو شرف افضلیت حاصل ہوا حضور علیہ السلام ناسخ الادیان ہیں، حضور کے دین متین کا ناسخ کوئی نہیں آئیگا حضور سب سے بلند و برتر ہے ان سے بلند و بالا کوئی نہ ہوگا۔

۳۳: قبر میں میت سے حضور کی نسبت سوال ہوتا ہے۔

ا۔ کشف الغمہ صـ ۲۲ ج ۲ ۔ ۲؎ إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ترجمہ: بیشک علم قیامت اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا، بتحقیق اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دینے والا ہے۔

۱۳۴: حضور کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح حرام ہوگیا۔

۱۳۵: جس نے حضور کو خواب میں دیکھا اس نے بے شک آپ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان آپ کی صورت شریف کی طرح نہیں بن سکتا۔

۱۳۶: حضور کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں لہذا شہادت و روایت میں ان میں سے کسی کی عدالت سے بحث نہ کی جائے جیسا کہ دیگر راویوں سے کی جاتی ہے۔

۱۳۷: جس مومن کو حضور پکاریں اس پر اس کا جواب دینا واجب ہے خواہ وہ نماز میں ہو۔

۱۳۸: حضور علیہ السلام گناہ صغیرہ کبیرہ عمداً سہواً قبل از نبوت بعد از نبوت معصوم ہیں یعنی بچتے رہے

۱۳۹: جو شخص حضور کو سب و شتم کرے یا کسی وجہ سے صراحتہً کنایتہً آپ کی تنقیص شان کرے، اس کا قتل کرنا بالاتفاق واجب ہے۔

ضروری نوٹ، حد اور تعزیر کا قائم کرنا حاکم اسلام کا کام ہوتا ہے۔

۱۴۰: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس شخص کیلئے جس حکم کی تخصیص چاہتے کر دیتے، چنانچہ آپ نے خزیمہ انصاری کیلئے یہ تخصیص فرمائی کہ انکی شہادت حکم دو شہادت کا رکھتی ہے، اسی طرح آپ نے حضرت ام عطیہ انصاریہ کو بین کرنے کی رخصت دی اور حضرت اسماء بنت عمیس کو رخصت دی کہ وہ اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت پر صرف تین دن سوگواری کرے۔ بعد ازاں جو چاہے کرے اور حضرت ابو بردہ بن نیاز کو اجازت دیدی کہ تمہارے واسطے قربانی میں ایک سال سے کم بزغالہ کافی ہے، آپ نے ایک فقیر سے ایک عورت کا نکاح کر دیا اور اسکا مہر یہ مقرر کیا کہ فقیر کو جتنا قرآن یاد تھا، وہ عورت کو پڑھا دے ایک آدمی کا دو نماز پر اسلام قبول کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو طلوع فجر کی بجائے طلوع شمس سے روزہ شروع کرنے کی اجازت دی[2]

---

[1] کشف الغمہ [2] مزید تفصیل کے لئے الامن والعلی ملاحظہ فرمائیں۔